علم النبی

جاوید احمد غامدی
ترجمہ و تحقیق: محمد حسن الیاس

قیامت میں شفاعت

ــــ ۱ ــــ

حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ، قَالَ: اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، فَذَهَبْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ[1] وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ، فَإِذَا هُوَ فِي قَصْرِهِ، فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحَى، فَاسْتَأْذَنَّا، فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَقُلْنَا لِثَابِتٍ: لَا تَسْأَلْهُ عَنْ شَيْءٍ أَوَّلَ مِنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ، فَقَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، هَؤُلَاءِ إِخْوَانُكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُوكَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ، فَقَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ،[2] فَيَأْتُونَ آدَمَ، [فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ، أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ][3] فَيَقُولُونَ: اشْفَعْ

لَنَا إِلَى رَبِّكَ، حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلَكِنِ ائْتُوا نُوحًا أَوَّلَ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ: إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ،[4] [وَيَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ][5] فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى [أَتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ][6] فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللّٰهِ، فَيَأْتُونَ مُوسَى،[7] فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى، فَإِنَّهُ رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ، فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَأْتُونِي، فَأَقُولُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ،[8] فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ، ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي،[9] فَيَقُولُ: انْطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ،[10] ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ، ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيَقُولُ: انْطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَخْرِجْهُ،[11] فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ، ثُمَّ أَعُودُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ، وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ، ارْفَعْ

رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: انْطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ،[12] [إِنَّ أَقْوَامًا سَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَصَابَهُمْ سَفْعٌ مِنَ النَّارِ عُقُوبَةً بِذُنُوبٍ عَمِلُوهَا، ثُمَّ لَيُخْرِجَنَّهُمُ اللّٰهُ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ، فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ]،[13] [ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً]»،[14] [ثُمَّ تَلَا قَتَادَةُ: **﴿عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾** قَالَ: هُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي وَعَدَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ].[15]

معبد بن ہلال عنزی بیان کرتے ہیں کہ ہم اہل بصرہ کے چند لوگ اکٹھے ہوئے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ ہم اُن کے شاگرد ثابت بنانی کو بھی ساتھ لے گئے تاکہ وہ ہمارے لیے شفاعت کی حدیث کے متعلق سوال کریں۔ ہم جب اُن کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ وہ چاشت کی نماز ادا کر رہے ہیں۔ ہم نے دروازے پر اجازت طلب کی تو اُنھوں نے ہمیں اجازت دے دی، اور وہ اپنے بستر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا کہ شفاعت کی حدیث کے بارے میں سوال سے پہلے اُن سے کوئی اور سوال نہ کیجیے گا۔ چنانچہ ثابت نے عرض کیا: ابو حمزہ، یہ آپ کے بھائی بصرہ سے آئے ہیں اور آپ سے شفاعت کی حدیث کے متعلق سوال کرنا چاہتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے (اِس کے جواب میں) فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ قیامت کے دن لوگ سخت اضطراب کی حالت میں دریا کی موجوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہوں گے۔[1] پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے: اے آدم، آپ تمام انسانوں کے والد ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا،[2] اور آپ میں اپنی روح پھونکی۔ آپ ہمارے لیے اپنے پروردگار سے شفاعت کیجیے کہ وہ اِس کٹھن مرحلے سے ہمیں نجات دے۔

آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اِس کا اہل نہیں ہوں، اور اُن کے سامنے اپنی اُس خطا کا ذکر کریں گے، جو اُن سے سرزد ہوئی تھی۔ پھر کہیں گے: ہاں، مگر تم نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، وہ اللہ کے پہلے رسول ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔

چنانچہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ نوح علیہ السلام فرمائیں گے: یہ میرا منصب نہیں ہے، اور اپنی اُس خطا کا ذکر کریں گے، جو اُن سے سرزد ہوئی اور کہیں گے: تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، اِس لیے کہ وہ رحمٰن کے خلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: نہیں، میں اِس کے لائق نہیں ہوں، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، اللہ نے اُنھیں تورات عطا فرمائی تھی، وہ اللہ کے کلیم ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی اُسی طرح فرمائیں گے: یہ میرا منصب نہیں ہے، تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، اِس لیے کہ وہ اللہ کی روح اور اُس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ میرا مقام نہیں ہے، اِس کے لیے تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ۔[۳]

اِس کے بعد لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا: ہاں، یہ مجھے ہی کرنا ہے۔[۴] چنانچہ میں اپنے پروردگار سے اِس کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دے دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایسے حمدیہ کلمات الہام فرمائے گا، جن کے ساتھ میں اُس کی حمد و ثنا کروں گا۔ ایسے الفاظ جو مجھے اب یاد نہیں ہیں۔[۵] میں اِن کلمات سے اللہ کی حمد بیان کروں گا اور اُس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اُس وقت کہا جائے گا: اے محمد، اپنا سر اٹھاؤ؛ کہو، تمھاری سنی جائے گی؛ مانگو، تمھیں دیا جائے گا؛ شفاعت کرو، تمھاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب، میری امت، میری امت![۶] اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور جہنم سے اُس کو نکال لو، جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔ لہٰذا میں جا کر یہی کروں گا۔ پھر واپس آکر میں اِنھی حمدیہ کلمات کے ساتھ اللہ کی حمد و ثنا بیان کروں گا اور دوبارہ سجدہ کروں گا۔ پھر کہا جائے گا: اے محمد، اپنا سر اٹھاؤ؛ کہو، تمھاری سنی جائے گی؛ مانگو، تمھیں دیا جائے گا؛ شفاعت کرو، تمھاری شفاعت قبول کی

جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب، میری امت، میری امت! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور اُس کو بھی نکال لو، جس کے دل میں ذرہ برابر یا رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے۔ میں جا کر ایسا ہی کروں گا۔ پھر میں تیسری بار لوٹوں گا اور اِنھی حمد یہ کلمات کے ساتھ اللہ کی حمد و ثنا بیان کر کے سجدہ کروں گا تو کہا جائے گا: اے محمد، اپنا سر اٹھاؤ؛ کہو، تمھاری سنی جائے گی؛ مانگو، تمھیں دیا جائے گا؛ شفاعت کرو، تمھاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب، میری امت، میری امت! کہا جائے گا: جاؤ اور اُسے بھی آگ سے نکال لو، جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم تر، بلکہ انتہائی معمولی مقدار میں ایمان ہے۔ اِس کے نتیجے میں بہت سے وہ لوگ بھی آگ سے نکلیں گے، جنھیں اُن کے گناہوں کی وجہ سے آگ کی شدید گرمی کی سزا دی گئی۔[۷] پھر اللہ اُن کو اپنی رحمت سے باہر نکالے گا اور وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اُس وقت وہ شخص بھی آگ سے نکل آئے گا، جس نے 'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ' کہا اور اُس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھلائی تھی۔[۸] اِس کے بعد قتادہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''امید ہے کہ تمھارا پروردگار تمھیں ایک مقام محمود[۹] پر فائز کرے گا''۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ یہی وہ مقام محمود ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے وعدہ فرمایا ہے۔

۱۔ یہ قبروں سے اٹھنے کے بعد اُس مرحلے کا بیان ہے، جس کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے کہ اُس کی سختی بچوں کو بوڑھا کر دے گی، لوگوں کے اعمال اُن کے چہروں سے نمایاں ہو رہے ہوں گے، ہر طرف نفسی نفسی کا عالم ہو گا۔ نہ بھائی اپنے بھائی کی فریاد سنے گا، نہ بیٹا ماں باپ کی دہائی پر کان دھرے گا اور نہ بیوی بچوں کو کوئی پوچھنے والا ہو گا۔

۲۔ یہی تعبیر سورۂ ص (۳۸) کی آیت ۷۵ میں آئی ہے۔ مدعا یہ ہے کہ نہایت اہتمام کے ساتھ اپنے دست قدرت سے تخلیق کیا ہے۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ اپنی خلقت کے اعتبار سے انسان فی الواقع خدا کا ایک شاہ کار ہے اور بڑے غیر معمولی اوصاف اور صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے۔

۳۔ زمین و آسمان کے خالق کی بارگاہ میں اور اُس کی جلالت کے سامنے یہ پیغمبروں کی طرف سے تواضع، حیا اور اپنی عبودیت کے کامل شعور کا اظہار ہے۔ پھر مزید یہ کہ اُس وقت اُنھیں یہ معلوم بھی نہیں ہو گا کہ قیامت

کے دن کسی کے لیے اِس کی گنجایش بھی ہے کہ بارگاہ الٰہی میں وہ لوگوں کی طرف سے کوئی عرض معروض کر سکتا ہے۔

۴۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ آپ کو دنیا ہی میں بتا دیا گیا تھا کہ پیغمبروں کی طرف سے معذرت کے بعد یہ شرف آپ ہی کو حاصل ہو گا کہ لوگوں کی طرف سے اُس دن یہ درخواست آپ بارگاہ الٰہی میں پیش کریں۔ تاہم اِس کے لیے لفظ 'شفاعت' سے واضح ہے کہ یہ درخواست اُنھی لوگوں کی طرف سے پیش کی جائے گی جو اگرچہ گناہوں میں مبتلا رہے، لیکن اپنے ایمان کی وجہ سے اُن پر استغفار بھی کرتے رہے۔

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعات غالباً کسی رؤیا میں دکھائے گئے ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ اُس وقت تو یاد تھے، لیکن اب یاد نہیں رہے۔ اللہ کے نبیوں کو ماضی، حال اور مستقبل کے بعض حقائق بالعموم رؤیا ہی کے ذریعے سے دکھائے جاتے ہیں۔ اِس لحاظ سے یہ بھی مخاطبۂ الٰہی کی ایک صورت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلوم ہے کہ آپ کے لیے اِس کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔ اِس طرح کے خواب بعد میں بھی آپ کو وقتاً فوقتاً دکھائے گئے۔ چنانچہ اِسی نوعیت کے مشاہدات ہیں، جن میں جنت اور جہنم کے دکھائے جانے کا ذکر بھی ہوا ہے۔ اِن میں سے جو روایتوں میں نقل ہوئے، وہ ہم نے اپنی کتاب ''علم النبی'' میں ''رسول اللہ کے خواب'' کے زیر عنوان ایک ترتیب کے ساتھ جمع کر دیے ہیں۔

۶۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مرحلے میں جب استحقاق کی بنیاد پر فیصلے سنا دیے جائیں گے اور جنت کے لوگ جنت اور جہنم کے جہنم میں چلے جائیں گے، یہ معاملہ اُس کے بعد ہو گا اور اللہ کے اذن سے آپ اپنی امت کے لیے عفو و درگذر کی درخواست کریں گے۔

۷۔ اِس سے مزید وضاحت ہو گئی ہے کہ عفو و درگذر کا یہ مرحلہ اُس وقت آئے گا، جب لوگ اپنے گناہوں کے لحاظ سے اُن کی سزا کسی حد تک بھگت چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو و درگذر کا یہی مرحلہ ہے، جس کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے کہ اگر کسی نے جانتے بوجھتے شرک نہیں کیا ہے تو اُس کے دوسرے گناہ اللہ اپنے قانون و حکمت کے مطابق، جس کے لیے چاہے گا، معاف فرما دے گا۔ (ملاحظہ ہو: النساء ۴: ۴۸، ۱۱۶)۔ یہ اِسی معافی کا بیان ہے۔ تاہم اِس میں کوئی چیز عدل و انصاف کے خلاف نہیں ہو گی اور پیغمبر کو بھی اِس کی اجازت کہ وہ اِس عفو و درگذر کی تائید میں کوئی درخواست کرنا چاہیں تو کریں، اِس فیصلے کے بعد ہی ملے گی۔ قرآن میں شفاعت کی تعبیر اِسی نوعیت کی درخواست کے لیے اختیار کی گئی ہے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ قرآن نے

اِس شفاعت کا اثبات کیا ہے، لیکن اِس کے بارے میں اُن غلط تصورات کی تردید بھی پوری صراحت کے ساتھ کر دی ہے، جو لوگوں نے شفاعت کے بارے میں قائم کر رکھے ہیں اور جن سے خدا کے عدل اور جزا و سزا کے وجوب کی نفی ہوتی ہے۔ ہماری کتاب ''میزان'' میں ''نبی کی شفاعت'' کے زیر عنوان اِس کی تفصیلات دیکھ لی جا سکتی ہیں۔ روایت میں جو کچھ بیان ہوا ہے، اُس کو اُنھی حدود میں سمجھنا چاہیے، جو ہم نے وہاں بیان کیے ہیں، اور اگر کوئی چیز متجاوز محسوس ہو تو اُسے راویوں کے تصرفات سمجھ کر نظر انداز کر دینا چاہیے۔

۸۔ اِس میں بنیادی حیثیت، جس طرح کہ سورۂ نساء کی آیات سے واضح ہے، توحید پر ایمان کو حاصل ہے۔ اِس کی وجہ کیا ہے؟ استاذ امام لکھتے ہیں:

''... جس طرح تمام خیر کا منبع توحید ہے، یعنی خدا کی ذات، صفات اور اُس کے حقوق میں کسی کو ساجھی نہ ٹھیرانا، اُسی طرح تمام شر کا منبع شرک ہے، یعنی خدا کی ذات، صفات اور اُس کے حقوق میں کسی کو شریک ٹھیرانا۔ توحید پر قائم رہتے ہوئے انسان اگر کوئی ٹھوکر کھاتا ہے تو وہ غلبۂ نفس و جذبات سے اتفاقی ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی ہی کو اوڑھنا بچھونا بنا لے۔ اِس وجہ سے وہ گرنے کے بعد لازماً اٹھتا ہے۔ برعکس اِس کے شرک کے ساتھ اگر کسی سے کوئی نیکی ہوتی ہے تو وہ اتفاقی ہوتی ہے جس کا اصل منبع خیر، یعنی خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اِس وجہ سے وہ بے بنیاد ہوتی ہے۔ مشرک خدا سے کٹ جانے کی وجہ سے لازماً اپنی باگ نفس اور شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے، اِس وجہ سے وہ درجہ بدرجہ صراط مستقیم سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ اُس کے لیے خدا کی طرف لوٹنے کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہ جاتا تا آنکہ وہ شرک سے توبہ کرے۔ اِس وجہ سے خدا کے ہاں شرک کی معافی نہیں ہے۔ البتہ توحید کے ساتھ اگر کسی سے گناہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے گا، معاف فرما دے گا۔'' (تدبر قرآن ۲/ ۳۸۷)

۹۔ یعنی ایسے مقام پر، جس کی قیامت میں ہر طرف تعریف کی جائے گی۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح بخاری، رقم ۶۹۷۹ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت درج ذیل کتب میں نقل ہوئی ہے:

جامع معمر بن راشد، رقم ۱۴۷۹۔ مسند طیالسی، رقم ۲۱۰۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۰۹۹۴، ۳۵۲۵۲۔

مسند احمد، رقم ۱۱۹۲۹، ۱۲۱۶۸، ۱۲۴۲۴، ۱۲۵۸۲، ۱۳۳۰۱، ۱۳۳۲۸۔ مسند عبد بن حمید، رقم ۱۱۹۴، ۱۲۸۰۔ صحیح بخاری، رقم ۴۱۴۱، ۶۱۰۸، ۶۸۸۵، ۶۹۷۸، ۶۹۷۹، ۶۹۸۵۔ صحیح مسلم، رقم ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۴۳۱۰۔ مسند بزار، رقم ۶۹۴۷، ۲۱۹۶، ۲۵۲۷۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۱۰۴۷۰، ۱۰۶۱۸، ۱۰۷۲۹، ۱۰۹۱۷۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۲۸۷۰، ۳۰۲۴، ۴۰۷۰، ۴۰۷۹، ۴۲۸۸۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۳۱۰، ۳۳۰، ۳۳۱۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۶۰۲۔

۲۔ صحیح بخاری، رقم ۷۴۳۹ میں اِس جگہ یہ اضافہ نقل ہوا ہے: 'فَيَقُولُ اللهُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا، فَلْيَتَّبِعْهُ...' یعنی ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو جس کی عبادت کرتا تھا، وہ اُس کے پیچھے چلا جائے...'' چنانچہ کچھ لوگ سورج، چاند اور بتوں کے پیچھے ہو جائیں گے۔ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو اللہ کی پرستش کرتے تھے، جن میں بعض منافقین بھی شامل ہوں گے۔

۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ رقم ۳۰۹۹۴۔ مسند طیالسی، رقم ۲۱۰۹ میں اِس جگہ یہ اضافہ نقل ہوا ہے: 'أَنْتَ أَبُو النَّاسِ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ' ''اے آدم، آپ انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے''۔

۴۔ سیدنا نوح علیہ السلام سے جو خطا سرزد ہونے کا ذکر ہے، اُس کی کوئی صراحت روایات میں موجود نہیں، البتہ بعض شارحین نے اِسے اُن کی جانب سے اپنے بیٹے کی نجات کے لیے کی گئی دعا پر محمول کیا ہے۔ ابن حجر نے لکھا ہے: 'وَخَطِيئَتُهُ الَّتِي ذَكَرَهَا أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ أَنَّهُ سَأَلَ اللهَ فِي ابْنِهِ وَكَانَ غَيْرَ صَالِحٍ' ''اور وہ خطا جس کا ذکر اکثر علما نے کیا ہے، یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، درآں حالیکہ وہ (بیٹا) صالح نہیں تھا'' (فتح الباری ۶/ ۴۹۳)۔

۵۔ مسند طیالسی، رقم ۲۱۰۹۔

۶۔ مسند طیالسی، رقم ۲۱۰۹۔ مسند احمد، رقم ۱۳۳۰۱ میں سیدنا موسیٰ کا یہ تبصرہ بھی نقل ہوا ہے کہ 'وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ: قَتْلَهُ الرَّجُلَ' ''اور (موسیٰ علیہ السلام) اپنی اُس خطا کو یاد کریں گے، جو اُن سے سرزد ہوئی تھی، یعنی اُن کا ایک آدمی کو قتل کر دینا''۔ صحیح بخاری، رقم ۴۷۱۲ میں اِس جگہ سیدنا موسیٰ کی نسبت سے کچھ مزید باتیں بھی نقل ہوئی ہیں۔ روایت کے الفاظ ہیں: 'يَقُولُونَ: يَا مُوسَى، اصْطَفَاكَ اللهُ عَلَى

النَّاسِ بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا، نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَكَلِمَتِهِ وَرُوحِهِ‘‘وہ کہیں گے: اے موسیٰ، اللہ نے آپ کو اپنے پیغامات اور کلام کے ذریعے سے لوگوں پر فضیلت دی، ہمارے لیے اپنے رب سے شفاعت کیجیے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں؟ اِس کے جواب میں وہ کہیں گے: بے شک، آج میرا رب ایسا غضب ناک ہے، جیسا اِس سے پہلے کبھی نہیں ہوا اور نہ بعد میں ہو گا، اور میں نے ایک جان کو قتل کیا، جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ میری ذات، میری ذات، تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو اللہ کے بندے، اُس کے رسول، اُس کا کلمہ اور اُس کی روح ہیں‘‘۔

۷۔ صحیح بخاری، رقم ۶۵۷۳ میں اِس موقع پر یہ الفاظ بھی نقل ہوئے ہیں: ’فَتَكُونُ دَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ‘، یعنی ’’اس دن تمام انبیا کی دعا یہی ہو گی: اے اللہ، سلامتی عطا فرما، سلامتی عطا فرما۔‘‘ یہ قیامت کے ہیبت ناک منظر کی شدت اور انبیا کی طرف سے عبودیت کے غیر معمولی شعور کا مظہر ہے۔

۸۔ مسند احمد، رقم ۱۲۵۸۲ اور صحیح مسلم، رقم ۱۹۳ میں یہ اضافہ آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ حمد و ثنا کے کلمات الہام کرے گا۔ روایت کے الفاظ ہیں: ’وَيُلْهِمُنِي اللّٰهُ مِنْ مَحَامِدِهِ مَا لَمْ يُفْتَحْ عَلَى أَحَدٍ مِنْ قَبْلِي‘ ’’اللہ تعالیٰ مجھے اپنی حمد کے ایسے اسالیب سکھائے گا، جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئے‘‘۔

۹۔ صحیح مسلم، رقم ۱۹۳ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ’يَا رَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي‘ کی تکرار منقول ہے۔

۱۰۔ صحیح بخاری، رقم ۷۴۳۹ اور صحیح مسلم، رقم ۱۸۲ میں اِس مقام پر یہ تفصیل بھی آئی ہے کہ موحدین کو سجدے کے نشان سے پہچانا جائے گا۔ روایت کے الفاظ ہیں: ’فَتُحَرِّمُ النَّارُ عَلَى مَوَاضِعِ السُّجُودِ، فَيَخْرُجُونَ وَقَدْ احْتَرَقُوا إِلَّا مَوَاضِعَ السُّجُودِ...‘ یعنی ’’اللہ تعالیٰ نے جہنم پر سجدے کے مقامات کو حرام قرار دیا ہو گا۔ وہ لوگ نکلیں گے، اس حال میں کہ اُن کے جسم جل چکے ہوں گے، مگر سجدے کے مقامات سلامت ہوں گے...۔‘‘

۱۱۔ مسند طیالسی، رقم ۲۱۰۹ میں اِس جگہ یہ اضافہ نقل ہوا ہے: ’ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، فَأُدْخِلُهُمْ

الْجَنَّةَ حَتَّى أَرْجِعَ، فَأَقُولُ: "يَا رَبِّ، مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ"، أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ‘ ”پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی، لہٰذا میں اُنھیں جنت میں داخل کردوں گا، یہاں تک کہ میں لوٹوں گا، پھر میں کہوں گا: اے میرے رب، اب جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں، جنھیں قرآن نے روک رکھا ہے، یعنی جن پر (قرآن کی رو سے) جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہو چکا ہے۔“

۱۲۔ صحیح بخاری، رقم ۷۴۳۹ اور صحیح مسلم، رقم ۱۹۰ میں اِس مقام پر یہ الفاظ بھی نقل ہوئے ہیں: ’فَيُنْبَتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ...‘ یعنی ”پھر وہ ایسے اگیں گے، جیسے بیج کسی سیلاب کے کنارے اگتا ہے۔“ اس سے مراد یہ ہے کہ جہنم سے نکلنے والے لوگ آب حیات کے ذریعے سے دوبارہ زندہ کیے جائیں گے، جیسے زمین پر نئی کونپلیں نکلتی ہیں۔ اِسی روایت میں اِس مقام پر یہ اضافہ بھی نقل ہوا ہے: ’قَدْ أَكَلَتْهُمُ النَّارُ إِلَّا دَارَةَ وَجْهِهِ‘، یعنی آگ نے اُن کے جسموں کو جلا دیا ہو گا، سوائے چہرے کے دائرے کے، جو محفوظ رہا ہو گا۔ صحیح بخاری، رقم ۷۴۳۹ میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ’فَيُحَرِّمُ اللهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ مِنِ ابْنِ آدَمَ أَثَرَ السُّجُودِ...‘، یعنی ”اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ پر ابن آدم کے اُن اعضا کو کھانا حرام کر دے گا، جن پر سجدے کے نشانات ہوں گے....“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین کو سجدے کے اثرات کی بنا پر جہنم سے پہچانا جائے گا اور وہ محفوظ رہیں گے، اگرچہ اُن کے جسم کے دوسرے حصے جل چکے ہوں گے۔ یہ نجات کا ایک ظاہری نشان ہو گا، جو خالص عبادت اور بندگی سے نمایاں ہو گا۔

۱۳۔ صحیح بخاری، رقم ۶۸۸۵۔

۱۴۔ مسند احمد، رقم ۱۳۳۰۱۔

۱۵۔ صحیح بخاری، رقم ۶۵۷۳ میں اِس مقام پر یہ واقعہ مزید تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ ایک شخص جو دوزخ میں سب سے آخر میں باقی رہ جاتا ہے، وہ اپنے رب سے عرض کرتا ہے: ’يَا رَبِّ، اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ...‘ ”اے میرے رب، میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے...“۔ پھر بار بار کے وعدوں، انکار اور نرمی کے بعد اللہ تعالیٰ اُس پر ہنس دیتے ہیں اور اُسے جنت میں داخل فرما دیتے ہیں۔ آخر میں فرمایا جاتا ہے: ’اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا‘، یعنی ”جا، جنت میں داخل ہو جا، تیرے لیے دنیا جیسا اور اُس سے دس گنا زیادہ اجر ہے۔“ مسند احمد، رقم ۱۲۵۸۲ میں یہی مضمون کچھ مختلف پس منظر کے ساتھ نقل ہوا ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي لَقَائِمٌ أَنْتَظِرُ أُمَّتِي تَعْبُرُ عَلَى الصِّرَاطِ، إِذْ جَاءَنِي عِيسَى، فَقَالَ: هَذِهِ الْأَنْبِيَاءُ قَدْ جَاءَتْكَ يَا مُحَمَّدُ يَسْأَلُونَ أَوْ قَالَ: يَجْتَمِعُونَ إِلَيْكَ، وَيَدْعُونَ اللهَ أَنْ يُفَرِّقَ جَمْعَ الْأُمَمِ إِلَى حَيْثُ يَشَاءُ اللهُ لِغَمِّ مَا هُمْ فِيهِ، فَالْخَلْقُ مُلْجَمُونَ فِي الْعَرَقِ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَهُوَ عَلَيْهِ كَالزَّكْمَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيَتَغَشَّاهُ الْمَوْتُ» قَالَ: «قَالَ عِيسَى: انْتَظِرْ حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ» قَالَ: فَذَهَبَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَلَقِيَ مَا لَمْ يَلْقَ مَلَكٌ مُصْطَفًى، وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَى جِبْرِيلَ: اذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ، فَقُلْ لَهُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ قَالَ: «فَشُفِّعْتُ فِي أُمَّتِي أَنْ أُخْرِجَ مِنْ كُلِّ تِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا، وَاحِدًا» قَالَ: «فَمَا زِلْتُ أَتَرَدَّدُ عَلَى رَبِّي، فَلَا أَقُومُ مَقَامًا إِلَّا شُفِّعْتُ، حَتَّى أَعْطَانِي اللهُ مِنْ ذَلِكَ أَنْ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مِنْ خَلْقِ اللهِ مَنْ شَهِدَ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَوْمًا وَاحِدًا مُخْلِصًا، وَمَاتَ عَلَى ذَلِكَ».

”انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک، میں قیامت کے دن کھڑا اپنی امت کا انتظار کر رہا ہوں گا، جب وہ صراط پر سے گزر رہی ہو گی، اِسی دوران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے محمد، یہ تمام انبیا آپ کے پاس حاضر ہو چکے ہیں۔ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں یا (یوں فرمایا) کہ وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے ہیں، اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ امتوں کی اِس بھیڑ کو، اُس سخت غم و اضطراب کی وجہ سے، جس میں وہ مبتلا ہیں، جہاں چاہے متفرق کر دے۔ اُس وقت تمام مخلوق پسینے میں ڈوبی ہوئی ہو گی۔ سو مومن کے لیے پسینہ ایسی کیفیت رکھے گا، جیسے زکام کی ہلکی سی حالت ہوتی ہے، اور کافر پر پسینہ موت کی طرح چھا جائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے: آپ یہیں ٹھیریے، یہاں میرا انتظار کیجیے، یہاں تک کہ میں آپ کے پاس واپس آؤں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے، اور وہاں آپ کو وہ مقام عطا ہو گا جو نہ کسی برگزیدہ فرشتے کو ملا ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو۔ اِس کے بعد اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو وحی فرمائے گا کہ جاؤ، محمد کے پاس، اور اُن سے کہو: اپنا سر اٹھاؤ؛ سوال کرو، تمھیں عطا کیا جائے گا اور سفارش کرو، تمھاری سفارش قبول کی جائے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اُس وقت میں اپنی امت کے بارے میں سفارش کروں گا کہ ہر ننانوے

انسانوں میں سے ایک آدمی کو نکالا جائے۔ پھر میں بار بار اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہوں گا اور کسی مرتبہ ایسا نہ ہو گا، جس میں میں کھڑا ہوں اور سفارش نہ کروں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ شرف عطا فرمائے گا: اے محمد، اپنی امت میں سے اللہ کی مخلوق میں سے ہر اُس شخص کو جنت میں داخل کر لو، جس نے اخلاص کے ساتھ ایک دن بھی 'لا إلٰه إلا الله' کی گواہی دی ہو اور اِسی حالت پر دنیا سے رخصت ہوا ہو۔“

المصادر والمراجع

ابن حبان، أبو حاتم بن حبان. (١٤١٤هـ/١٩٩٣م). **صحيح ابن حبان**. ط٢. تحقيق: شعيب الأرنؤوط. بيروت: مؤسسة الرسالة.

ابن حجر، على بن حجر أبو الفضل العسقلاني. (١٣٧٩هـ). **فتح الباري شرح صحيح البخاري**. (د.ط). تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار المعرفة.

ابن قانع، ابوالحسين عبد الباقى. (١٤٨١هـ/١٩٩٨م). **معجم الصحابة**. ط١. تحقيق:حمدي محمد. مكة المكرمة: نزار مصطفى الباز.

ابن ماجة، ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني. (د.ت). **سنن ابن ماجة**. ط١. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار الفكر.

ابن منظور، محمد بن مكرم بن الأفريقي. (د.ت). **لسان العرب**. ط١. بيروت: دار صادر.

أبو نعيم، احمد بن عبد الله اصفهانى (د.ت). **معرفة الصحابة**. ط١. تحقيق: مسعد السعدني. بيروت: دارالكتاب العلمية.

أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني. (د.ت). **مسند أحمد بن حنبل**. ط١. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

البخاري، محمد بن إسمٰعيل. (١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م). **الجامع الصحيح**. ط٣. تحقيق: مصطفى ديب البغا. بيروت: دار ابن كثير.

بدر الدين العيني ابو محمد محمود بن احمد. **عمدة القاري شرح صحيح البخاري**. (د.ط). بيروت: دار إحياء التراث العربي.

البيهقي، أحمد بن الحسين البيهقي. (١٤١٤هـ/١٩٩٤م). **السنن الكبرى**. ط١. تحقيق: محمد عبد القادر عطاء. مكة المكرمة: مكتبة دار الباز.

السيوطي، جلال الدين عبد الرحمٰن بن ابوبكر السيوطي. (١٤١٦هـ/ ١٩٩٦م). **الديباج على صحيح**

مسلم بن الحجاج. ط١. تحقيق: أبو إسحٰق الحويني الأثري. السعودية: دار ابن عفان للنشر والتوزيع.

الشاشي، الهيثم بن كليب. (١٤١٠هـ). **مسند الشاشي**. ط١. تحقيق: محفوظ الرحمٰن زين الله. المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم.

محمد القضاعي الكلبي المزي. (١٤٠٠هـ/١٩٨٠م). **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**. ط١. تحقيق: بشار عواد معروف. بيروت: مؤسسة الرسالة.

مسلم، مسلم بن الحجاج. (د.ت). **الجامع الصحيح**. ط١. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

النسائي، أحمد بن شعيب. (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **السنن الصغرى**. ط٢. تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة. حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية.

النسائي، أحمد بن شعيب. (١٤١١هـ/١٩٩١م). **السنن الكبرى**. ط١. تحقيق: عبد الغفار سليمان البنداري، سيد كسروي حسن. بيروت: دار الكتب العلمية.